ڈاکٹر ابصار احمد

حرف اوّل

فروری کا شمارہ پیش خدمت ہے - اللہ کا شکر ہے کہ ہم حسب وعدہ اس ماہ کا شمارہ بھی جنوری کے شمارے کی طرح بروقت شائع کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں -

زیرِ نظر شمارے میں مولانا محمد طاسین صاحب کے مضمون کی دوسری قسط پیش کی جارہی ہے - اس قسط میں تمہیدی بحث اختتام کو پہنچتی ہے اور آئندہ قسط میں معین طور پر مزارعت کا موضوع زیر بحث آئے گا - ہمیں مولانا کی جانب سے اس مضمون کی اقساط باقاعدگی سے موصول ہو رہی ہیں - توقع ہے کہ ان مضامین کے ذریعے مولانا کا نقطہ نظر اور ان کی تحقیق پوری شرح و بسط اور تفصیل و وضاحت کے ساتھ قارئین کے سامنے آئیں گے ——— " الٓمّٓ " کے عنوان سے ایک نیا سلسلۂ مضامین ہم اس ماہ شروع کر رہے ہیں - مضامین کا یہ سلسلہ دراصل ڈاکٹر صاحب کے ان مختصر خطابات پر مشتمل ہے جو دو سال قبل رمضان المبارک کے دوران ٹیلیویژن پر نشر ہوئے تھے - ان خطابات میں قرآن مجید کی وہ ۲۹ سورتیں زیرِ درس آئی ہیں جن کا آغاز حروفِ مقطعات سے ہوا ہے - اس شمارے میں اس سلسلے کا تمہیدی خطاب شامل ہے -

قارئین کے لئے یہ خبر یقیناً باعث مسرت ہو گی کہ انجمن خدّام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام گزشتہ دو سالوں کی طرح امسال بھی محاضرات کا اہتمام کیا جارہا ہے - یہ محاضرات انشاءاللہ اپریل کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوں گے - ان میں پاکستان کے علاوہ ہندوستان سے بعض مشاہیر علماء کی شرکت متوقع ہے - جو قرآن حکیم کے جملہ مضامین اور اس کی دعوت پر علمی مقالات پیش کریں گے - اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ دین متین کی خدمت کے سلسلے میں انجمن کی یہ مساعی بارآور ہوں - اور قرآن کی دعوت زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچ سکے - آمین ثم آمین -

نشری (ٹی وی) تقاریر

ڈاکٹر اسرار احمد

الٓـمٓ

(ابتدائی تعارف)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین کرام - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

گزشتہ دو سالوں کے دوران ماہ رمضان المبارک میں الکتاب کے عنوان سے آپنے جو پروگرام ملاحظہ فرمایا اس میں قرآن کریم کے مضامین پر گفتگو پاروں کی تقسیم پر مبنی تھی - اس سال یہ فیصلہ کیا گیا کہ گفتگو قرآن مجید کی سورتوں کی بنیاد پر ہو - واضح رہے کہ قرآن مجید کی اصل اکائی آیات ہیں اور قرآن حکیم ساڑھے چھ ہزار کے لگ بھگ آیات پر مشتمل ہے - آیت کے معنیٰ ہیں نشانی - گویا کہ اس سے اشارہ ہے اس حقیقت کی طرف کہ قرآن حکیم کی ہر آیت اللہ تعالےٰ کے علم کامل اور حکمت بالغہ کی ایک درخشاں نشانی ہے - یہ آیات سورتوں کی شکل میں جمع ہیں - سورتیں بڑی بھی ہیں اور چھوٹی بھی - عربی زبان میں "سورہ" فصیل کو کہتے ہیں - اس سے اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن حکیم کی ہر سورہ اللہ کے علم وحکمت اور ہدایت ومعرفت کا ایک شہر ہے - جس کے گرداگرد فصیل کھچی ہوئی ہے - قرآن مجید میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں اور ان میں سے ۲۹ سورتیں وہ ہیں جن کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے - چونکہ رمضان المبارک میں بھی یا ۳۰ یا ۲۹ دن ہوتے ہیں لہذا سورتوں پر گفتگو کی ابتداء میں ایک بات یہ مناسب نظر آئی کہ اس سال ہم ان سورتوں پر گفتگو کریں جن کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے - یہ حروف

مقطعات ایک ایک کی شکل میں بھی ہیں دو دو کے جوڑوں کی صورت میں بھی ہیں ، تین بھی آئے ہیں، چار چار بھی آئے ہیں اور پانچ پانچ بھی آئے ہیں پانچ سے زیادہ حروف مقطعات کسی سُورہ کے آغاز میں موجود نہیں ہیں ۔

عربی زبان میں قطع یقطع کے معنیٰ ہیں کاٹنا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔ان حروف کو حروف مقطعات اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کو علٰحدہ علٰحدہ پڑھا جاتا ہے ۔ الٓمٓ اس کو اَلَم نہیں پڑھا جائے گا ۔ کاٹ کر یعنی الف ۔ لام ۔ م پڑھا جائے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں حروف مقطعات کہا گیا ہے ۔ ان حروف کے بارے میں بعض اعداد و شمار بہت دلچسپ ہیں ۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا گیا کہ قرآن حکیم کی ۲۹ سُورتوں کا آغاز ان سے ہوا اور عربی زبان کے حروف تہجی کی تعداد بھی ۲۹ ہی ہے ۔ مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے نصف حروف ہیں کہ جو حروف مقطعات میں استعمال ہوئے ہیں یعنی ۱۴ پھر ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان حروف کے ۱۴ ہی سیٹ ہیں جو مختلف سُورتوں کے آغاز میں آئے ہیں ۔ ایک اور بات بھی بڑی معنی خیز ہے کہ اگر عربی زبان کے حروف ہجا کی تختی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے پہلا حصہ ۹ حروف پر مشتمل ، دوسرا حصہ ۱۰ پر اور آخری اور تیسرا پھر ۱۰ پر ، تو پہلے حصّے کے ۹ حروف میں سے صرف ۲ استعمال ہوئے ہیں ۷ حروف استعمال نہیں ہوئے ۔ آخری حصے میں معاملہ بالکل برعکس ہے ۱۰ میں سے ۷ حروف ، حروف مقطعات وارد ہوتے ہیں ، ۳ نہیں آئے ۔ درمیان کے ۱۰ حروف دو دو حرفوں کے جوڑوں پر مشتمل ہیں ۔ جن میں سے ایک ایک حرف بغیر نقطے کے ہے اور دوسرا حرف نقطے والا ہے ۔ ان حروف مقطعات میں صرف وہ حروف استعمال ہوتے ہیں کہ جو بغیر نقطے کے ہیں ۔ را ہے زا نہیں ہے ، س ہے ش نہیں ہے ، ص ہے ض نہیں ہے ، ط ہے ظ نہیں ہے ، ع ہے غ نہیں ہے ۔ ایک اور حقیقت جس کی طرف ماہرین تجوید نے توجہ دلائی وہ یہ کہ عربی زبان کے حروف مخارج کے اعتبار سے جتنی قسموں پر مشتمل ہیں ان سب میں سے نصف تعداد ان حروف مقطعات میں استعمال ہو گئی ۔ یہ اعداد و شمار خواہ ان کی کوئی (SIGNIFI- CANCE) اہمیت ابھی ہمارے علم میں نہ آئی ہو لیکن ہمارا یقین ہے کہ اللہ کے کلام میں کوئی چیز بھی (AT- RENDUM) نہیں ہے یعنی بغیر حکمت کے نہیں ہے ۔ یقیناً

ان میں بھی کوئی حکمت ہے اور اگر آج نہیں تو کل اس کے رمز کی طرف بھی انشاء اللہ العزیز انسان کی رہنمائی ہو جائے گی۔ جہاں تک ان حروف مقطعات کے معنی و مفہوم کا تعلق ہے تو اس ضمن میں ایک بات تو یہ جان لینی چاہیئے کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل عرب میں اپنے کلام کا آغاز حروف مقطعات سے کرنا ایک معروف اور معلوم اسلوب تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً قرآن مجید پر اعتراض کیا جاتا اور یہ معلوم ہے کہ قرآن مجید پر ایسا کوئی اعتراض کبھی نہیں کیا گیا۔ گویا کہ یہ اہل عرب کے ہاں ایک معروف اور پہچانا ہوا اسلوب تھا البتہ جہاں تک ان کے معنیٰ کا تعلق ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ بہت سے محققین نے اپنے اپنے ذوق کے مطابق اس میدان میں عقل و خرد کے گھوڑے دوڑائے ہیں۔ لیکن جس بات پر اُمّت کا تقریباً اجماع ہے وہ یہی ہے کہ ان کا کوئی حتمی اور یقینی مفہوم کسی کو معلوم نہیں سوائے اللہ کے اور اسکے رسُول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ گویا کہ یہ ایک راز ہے اللہ اور رسُول کے مابین۔ اگر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان حروف کے معنیٰ کے بارے میں کوئی بات مرفوعاً منقول ہوتی تو ظاہر بات ہے کہ پھر کسی اور چھان بین کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ضمن میں کوئی بات مرفوعاً منقول نہیں۔ البتہ صحابہ میں سے بعض نے وجدانی اور اذعانی طور پر بعض آرا کا اظہار کیا ہے ان میں سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما اس اعتبار سے بہت اہمیت کے حامل ہیں کہ انہیں اُمت نے بھی حبرالامۃ کا خطاب دیا یعنی اُمت کے بہت بڑے عالم اور ان کے حق میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دُعا فرمائی تھی کہ اللّٰھم فقھہ فی الدین "اے اللہ اس (نوجوان) کو دین میں سمجھ عطا فرما" ان کا کہنا یہ ہے کہ حروف مقطعات پورے پورے جملوں کا ملخص یا مخفف ہیں۔ مثلاً ان کے نزدیک الٓمّٓ سے مراد "اَنَا اللّٰہ عَالِمٌ" ہے۔ یعنی میں اللہ ہوں اور علم رکھتا ہوں ــ یہ جملہ جو تین الفاظ پر مشتمل ہے تو پہلے لفظ کا پہلا حرف الف لے لیا گیا ہے۔ اور درمیانی لفظ سے درمیانی حرف لے لیا گیا یعنی اللہ سے ل۔ اور آخری لفظ سے آخری حرف لے لیا گیا۔ یعنی عالم سے م۔ تو اَنَا اللہ عالم کا مخفف الٓمّٓ۔ ہوا۔ اسی طرح انکی رائے یہ ہے کہ "الٓرٰ" کے معنی ہیں اِنَّ اللہ ارا" "المرا" ان اللہ عالم وارا۔ وقس علےٰ ذالک۔

لیکن یہ بات بھی، اگرچہ یہ قول ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا لیکن چونکہ اس کے لئے بھی کوئی دلیل موجود نہیں - یہ خالص وجدانی بات ہے لہٰذا اُمّت نے بالعموم اسے بھی قطعیت کے ساتھ تسلیم نہیں کیا - حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ ہر کتاب کا ایک راز ہوتا ہے اور قرآن مجید کا راز اسکے حروف مقطعات ہیں - اسی کے ہم معنی ایک قول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے البتہ اہل نحو نے ایک رائے دی ہے اور ان کی اکثریت کا رجحان اس جانب ہے کہ یہ سُورتوں کے نام ہیں - اس لئے کہ بہت سی سورتیں انہی حروف مقطعات سے موسوم ہیں - جیسے سُورہ یٰسٓ، سُورہ طٰہٰ، سُورہ قٓ، سُورہ نٓ - لیکن چونکہ بہت سے حروف کا معاملہ یہ ہے کہ وہ متعدد سُورتوں کے آغاز میں آئے ہیں، مثلاً الٓمٓ سے ۶ سورتوں کا آغاز ہوتا ہے تو یہاں یہ بات درست نہیں بیٹھتی اس لئے کہ نام کا جو اصل مقصد ہے وہ فوت ہو جاتا ہے اگر بہت سی سُورتوں کے نام ایک ہی ہوں - بعض حضرات نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ اللہ کے اسماء ہیں بہر حال یہ تمام باتیں محض وجدان اور اذعان پر مبنی ہیں ان میں سے کسی کیلئے بھی کوئی حتمی دلیل کسی کے پاس موجود نہیں ہے - عہد حاضر میں ان حروف مقطعات کے بارے میں دو رائیں بہت دلچسپی کی حامل سامنے آئی ہیں -

ایک رائے مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے - انہوں نے یہ فرمایا کہ عربی زبان کے حروف عبرانی زبان سے ماخوذ ہیں اور جس طرح چینی زبان اور قدیم مصری زبان کے حروف تہجی مختلف شکلوں پر دلالت کرتے تھے - اور ان کے اندر ان شکلوں کے معنیٰ پائے جاتے تھے - مثلاً ج کو عبرانی میں جمل کہتے ہیں اور جمل کے معنی اونٹ ہیں اور ج کو اسی شکل پر لکھا جاتا ہے جیسے اونٹ کی گردن اور اس کے ساتھ اس کا سر ملا ہوا ہو - ب کو یا با کو عبرانی میں بیت کہتے ہیں اور بیت کے معنی گھر ہیں - اور با سے عبرانی زبان میں گھر ہی مراد لیا جاتا تھا - اسی طرح ط جسے ہم عربی میں طا کہتے ہیں یہ سانپ سے ماخوذ ہے اور اس کو اسی طرح لکھا جاتا ہے کہ جیسے پھنیر سانپ ہو اور اس نے اپنا پھن کھڑا کیا ہوا ہو اور نیچے کنڈلی موجود ہو اب یہ بات بڑی دلچسپ ہے

کہ قرآن حکیم میں جن سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تفصیلاً آیا ہے انکے آغاز میں حروف مقطعات میں طٰ ہمیں ملتا ہے اور ان سب میں ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے کا کہ ان کا عصا ایک سانپ کی صورت اختیار کر لیتا تھا۔ سورہ طٰہٰ، طٰسٓ، طٰسٓمٓ - ان سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات تفصیلاً آتے ہیں اور ان سب کے شروع میں طٰ موجود ہے - اسی طرح نٓ کے بارے میں مولانا فراہیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ اس کے معنی عبرانی میں مچھلی کے تھے اور اس کو لکھا بھی اسی طرح جاتا تھا کہ قوس کی شکل کا خط اور اس کے ایک کنارے پر ایک نقطہ آج بھی کسی خلک میں جب مچھلی کی شکل بنائی جاتی ہے تو اسکی صورت یہی ہوتی ہے کہ ایک خمدار سا خط ہو اور اس کے ایک طرف ایک نقطہ ہو کہ جو مچھلی کی آنکھ کی طرف اشارہ کر رہا ہو - قرآن مجید میں بھی ایک مقام پر حضرت یونس علیہ السلام کو "ذوالنون" کہا گیا ہے - یعنی مچھلی والے اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ انکو مچھلی نے نگل لیا تھا -

قرآن حکیم میں جس سورہ مبارکہ کا آغاز حرف نٓ سے ہوا ہے اس کے آخیر میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر آیا ہے صاحب الحوت کے الفاظ سے — اس کے معنی ہیں مچھلی والے — اس میں بھی ایک مناسبت موجود ہے لیکن ظاہر بات ہے کہ یہ بھی ایک ابتدائی سی رائے ہے جب تک کہ تمام حروف مقطعات کو اس طرح حل نہ کیا جائے، اس رائے میں بھی کچھ بہت زیادہ وزن قرار نہیں دیا جا سکتا - بالکل حال ہی میں ایک رائے کمپیوٹر کے ایک مصری ماہر رشاد خلیفہ صاحب نے پیش کی ہے ان کے سامنے اتفاقاً یہ بات آئی کہ قرآن حکیم میں ۱۹ کا ہندسہ بہت اہم ہے - آیت بسم اللہ ہر سورہ کے آغاز میں ہے اور اس کے حروف کی تعداد ۱۹ ہے اور ان کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ جن حروف سے کسی سورت کا آغاز ہوتا ہے اگر غور کیا جائے اور گنا جائے تو اس سورۃ میں وہ حرف ۱۹ مرتبہ ہوگا یا کسی اور عدد کا حاصل ضرب اتنی تعداد میں ہوگا - مثلاً سورہ نٓ میں حرف نٓ ۱۳۳ مرتبہ آیا ہے سورہ قٓ میں حرف قٓ ۵۷ مرتبہ آیا ہے یہ دونوں عدد ۱۹ سے تقسیم ہو جائیں گے - اس طرح گویا کہ یہ قرآن مجید کی حفاظت کا ایک ریاضیاتی نظام ہے جس کی طرف حال ہی میں انسان کی توجہ مبذول